B.A Urdu (H) Part-I
Paper-I (Poetry)
Topic: Meer Taqi Meer

Note By:
Dr. Masroor Haidri
Department of Urdu,
J.K College, Biraul, Darbhanga.

میر تقی میرؔ کی شعری خصوصیات

شہنشاہ غزل میر تقی میرؔ کی پیدائش آگرہ میں 1722ء میں ہوئی۔ میر کا اصلی نام محمد تقی اور تخلص میرؔ تھا۔ ان کے والد کا نام میر محمد متقی تھا۔ گھر پر ہی اپنے والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ میر ابھی گیارہ سال کے ہی تھے والد کا انتقال ہو گیا۔ میر کا ایک سوتیلا بھائی تھا جو میرؔ سے عمر میں بڑا تھا۔ اس نے میرؔ کو کافی دکھ پہنچایا۔ آخر میر مجبوراً آگرہ چھوڑ کر دہلی آ گئے اور اپنے ماما کے پاس رہنے لگے، لیکن فسادات کی وجہ سے دہلی کے حالات خراب ہوتے گئے۔ ان حالات میں میرؔ دہلی کو چھوڑ کر لکھنو چلے آئے اور اپنی زندگی کے باقی تمام ایام یہیں گذار دیئے۔ بالآخر لکھنو میں 1810ء کو اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

شہنشاہ غزل میر تقی میرؔ کی پوری زندگی ظلم ستم اور کرب میں گزری ہے جس کا اثر ان کے کلام پر بھی نمایاں ہے۔ میرؔ نے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے، غزل، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، رباعی وغیرہ مگر غزل ان کا خاص میدان تھا جس کو انھوں نے اپنی فکر سے ترقی کی بلندیوں تک پہنچایا۔ میرؔ کا کلیات چھ دیوانوں پر مشتمل ہے۔ اردو شعراء کا پہلا تذکرہ ''نکات الشعراء'' اور خود نوشت ''ذکر میر'' بھی ان کی یادگار ہیں۔

دنیائے شاعری میں میرؔ غزل گوئی کے حوالے سے مشہور ہیں ان کی غزلوں میں مختلف رنگ و آہنگ پائے جاتے ہیں۔ کلیات میر میں ان کے اشعار کی تعداد لگ بھگ 13585 ہے۔ ان کا کلام فصاحت و بلاغت، سادگی، رنگینی اور شیرینی سے لبریز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرؔ کا کلام ہر خاص و عام کو متاثر کرتا ہے۔ شاید میرؔ نے اسی لئے کہا تھا۔ شعر میرے

ہیں سب خواص پسند پر مجھے گفتگو عوام سے ہے۔ میرؔ کی غزلوں میں تغزل کے ساتھ ساتھ دوسرے تجربات ومشاہدات بھی پائے جاتے ہیں۔ ان کے پاس زندگی کی تلخ حقیقتوں کا بخوبی مشاہدہ ہے۔ میرؔ کی باہر کی دنیا ان کے اندر کی دنیا سے مختلف نہیں ہے۔ میرؔ عشق میں بار ہا ناکامی میں سے پریشان تھے ہی وہیں بیروزگاری نے بھی ان کی حالت اور خستہ کردی تھی۔ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں نے دہلی کو پوری طرح برباد کردیا تھا۔ آٹھ سو سالہ پرانی تہذیب کی بنیادیں متزلزل ہو چکی تھی۔ میرؔ پر ان حالات نے گہرا اثر چھوڑا اور ان کی زندگی ٹوٹ کر بکھر گئی۔ ان کی غزلوں کے مطالعے سے ان کے ان احساسات کا پتا چلتا ہے۔ ان کی شاعری میں انسانی تمناؤں، غموں، امیدوں اور محرومیوں کا عکس واضح ہے۔ ان کی غزلوں میں آپ بیتی بھی ہے اور جگ بیتی بھی ہے وہ اپنے دکھے دل کی صدا اور درد و تکلیف کو اس انداز سے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ سب کا درد بن جاتا ہے اس درد کو سب اپنا درد محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ میرؔ نے لکھا ہے۔

دل کی ویرانی کا کیا مذکور
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

شکست و فتح نصیبوں سے ہے و لے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

میر تقی میرؔ کا کا اسلوب اظہار نہایت شستہ اور شاعرانہ ہے ان کے تخیل میں گہرائی و گیرائی ہے۔ ان کی شاعری فنی خصوصیات سے مزین ہے۔ میرؔ کو ان کے اشعار کی روشنی میں دیکھیں تو بڑی ہی ذکی الحس، خوش دماغ اور نازک طبع شاعر تھے۔ وہ خود کہتے تھے۔

دل اپنا نہایت ہے نازک مزاج
گرا گر یہ شیشہ تو پھر چور ہے

میرؔ کی سب سے بڑی خصوصیت ان کی سادگی ہے۔ سادہ اور سلیس زبان میں بڑی سے بڑی باتیں کہنے کا فن انہیں اچھی طرح معلوم ہے اور یہ سلاست اور سادگی اس لئے پیدا ہوئی کہ انہوں نے زندگی کے واقعات کو جس طرح محسوس کیا ویسے ہی انہیں خلوص کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی۔ مثلاً میر کا یہ شعر دیکھیئے۔

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا

میر تقی میرؔ کی شاعری کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے اشعار میں ترنم اور موسیقیت پائی جاتی ہے اور وہ اس کے لیے الگ الگ طریقے اپناتے ہیں .ان کی غزل کے موضوعات بھی اہم ہیں۔ میر نے اردو شاعری کو جو عزت دوام بخشی ہے وہ اردو شعروادب کی دنیا پر ظاہر ہے۔

☆☆☆